eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

ڈاکٹر رخسانہ بی بی
اسسٹنٹ پروفیسر, جی سی ویمن یونیورسٹی، فیصل اباد
فاطمہ حبیبہ
ایم فل اردو اسکالر, جی سی ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

Dr. Rukhsana Bibi **Email:** rukhasanabaloch@gcwuf.edu.pk
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad
Fatima Habiba
MPhil Scholar, Department of Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad

عقیل احمد دانش کی ادبی جہات

LITERARY DIMENSIONS OF AQEEL AHMAD DANISH

DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i2.135

ABSTRACT

Syed Aqeel Ahmad Danish belongs to Amroha. He was destined to migrate continuously. First, he migrated to Karachi and then to London. Ghazal is his speciality. His ghazals have a fine blend of classical maturity with modern themes. Aqeel Ahmed Danish is a versatile poet and writer. Every Sunday, his column"رسائل دل تک"(Rasaail Dil Tak) is published in Jang London. He is associated with this stream of journalism in which poets and writers have a share. This paper sheds light on the art of Aqeel Ahmed Danish as a whole.

KEYWORDS
Literary, Dimensions, Aqeel Ahmad Danish, Amroha, Columnist, Daily Jang, London, Bazme Sukhn

Received: 20-Dec-22 Accepted: 05-Jan-23 Online: 07-Jan-23

فنونِ لطیفہ کی سب سے زیادہ منظم اور مرتب شکل ادب کی ہے جو انسانی تدارک اور احساس و آگہی کا موزوں ترین ذریعہ اظہار ہے۔ جس کا سب سے لطیف و نازک احساسِ جزو شاعری ہے۔ شاعری ہماری روحانی وجدانی اور ریسمیائی کیفیات کی تسکین کا ذریعہ ہے۔ جس کی جڑیں ہماری تہذیب و تمدن کی نامعلوم گہرائیوں تک پیوست ہیں۔ اس میں زندگی کی چبھن، نشاط کے لمحے، دردمندی، آشفتگی، دل نوازی، سادگی و سپردگی اور فکر و تخیل کی رفعت و پاکیزگی اور عرش و فرش کے سارے مسائل کا بیان موجود ہے۔

موزوں الفاظ تراکیب کا استعمال کر کے حقائق کی تصویر کشی کرنا شاعری کہلاتا ہے۔ شاعری کی بہت ساری اصناف ہیں۔ مثلاً غزل، نظم، مثنوی، قصیدہ، قطعہ، مرثیہ وغیرہ مگر غزل اُردو شاعری اور قدیم عربی و فارسی شاعری کی دین مقبول صنف شاعری ہے۔

اُردو ادب کا اُفق بے شمار روشن تاروں سے بھرا ہو۔ یہ روشن جگمگائے تارے برصغیر پاک و ہند کے اہلِ فن اور قلم کار ہیں جنھوں نے اپنے منفرد رنگ سے اُردو ادب کے خالی گوشوں کو بھرا ہے اور انھیں میں سے ایک جانا مانا نام سید عقیل دانش کا ہے۔ جن کا جنم امروہہ کی مردم خیز سرزمین پر ہوا وہ امروہہ جس نے اُردو شاعری وزبان وادب کے بڑے بڑے سپوت پیدا کیے اور وہ ادب کی دنیا میں اپنا ایک الگ ہی رنگ جما گئے۔ امروہہ کا نام سنتے ہی اُردو زبان کے کلاسیکی اور عہد قدیم کے شاعر غلام علی ہمدانی مصحفیؔ یاد آتے ہیں جنھوں نے کہا تھا:

مصحفی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہو گا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا(۱)

عقیل دانش ایک ہمہ جہت ہستی کا نام ہے۔ عقیل دانش ۱۹۵۰ء کو امروہہ ہے۔ ہجرت کر کے کراچی تشریف لے آئے۔ آپ کی عمر تقریباً دس برس تھی۔ بچپن ہی سے شعر کہنے کا ذوق تھا مگر باقاعدہ آغاز ۱۹۵۷ء سے ہوا۔ معروف شاعر فلسفی، دانشور جون ایلیاؔ مرحوم نے انھیں دانشؔ کا تخلص عطا کیا۔ جامعہ کراچی سے ایم اے اُردو میں امتیازی پوزیشن حاصل کی اور جامعہ نے انھیں "تمغہ بابائے اُردو" سے نوازا۔ آپ نے ۱۱ ستمبر ۱۹۶۸ء کو لندن ہجرت فرمائی۔

ایک شاعر کی حیثیت سے عقیل دانش اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں۔ اکیسویں صدی دورِ حاضر کے نامور نابغہ روزگار شاعر، اُستاد، کالم نگار، مضمون نگار، براڈکاسٹر، نثر نگار ہیں۔ جو دیارِ مغرب لندن میں اُردو ادب کے احیا اور بقا کے لیے دن رات کوشاں ہیں۔ ممتاز غزل گو شاعر عقیل دانش نے اپنی فکری کی گہرائی گیرائی اپنے جداگانہ تخیل اور منفرد رنگِ تغزل سے نہ صرف ہندوستان بل کہ پاکستان اور یورپ کے ایک بڑے طبقہ کو متاثر کیا ہے۔

ہم مختصر پہلے غزل کے مفہوم پر روشنی ڈالیں کہ غزل کیا ہے؟ اصلاحی اور لغوی معنوں میں غزل سے کیا مراد ہے آیئے جانتے ہیں فرہنگ آصفیہ میں اس کے لغوی معنی ہیں:

"اسم مونث۔ معشوق یا اپنے محبوب کے ساتھ کھیلنا عورتوں کے ساتھ بات چیت، جوانی اور ہم صحبتی کا ذکر، عورتوں کے عشق کا ذکر۔"(۲)

عقیل دانش کا شعری مجموعہ جو کہ پہلا شعری مجموعہ ہے۔ ۲۰۱۰ء میں منظر عام پر آیا اس کا نام پیرائیہ اظہار ہے اور یہ نام ان کے ایک شعر سے مشتق ہے۔

لفظ مل جائیں تو کچھ عرض ہنر ہو دانشؔ
ڈھونڈتے پھرتے ہیں پیرائیہ اظہار ابھی(۳)

عقیل احمد دانش نے غزل کے ادباء اور اس کی حیاتِ نو کے لیے یورپ میں بھی تسلسل سے شاعری کی آبیاری کی ہے اور غزل کی

تازگی برقرار رکھنے کے واسطے انھوں نے مختلف موضوعات کو اپنی غزل کی زینت بنایا ہے۔ عقیل دانش کے کلام میں اداسی، پسپائی اور شکست خوردگی نہیں بل کہ رجائیت، بلند حوصلگی اور جواں مردی نظر آتی ہے اور اس کا اقرار وہ خود اپنے شعری مجموعے "پیرائیہ اظہار" کے حرفِ تشکر یعنی پیش لفظ میں یوں کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

"قنوطیت اور یاس سے میں نے ہمیشہ دامن بچایا ہے۔ خواب دیکھنے کی کوشش کی ہے اور اپنے پڑھنے والوں کو بھی اس شرف میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔"(۴)

ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

تمہاری یاد غم روزگار ، دل کا لہو
میں شعر کہنے کو یہ اہتمام کرتا ہوں(۵)

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ سید عقیل دانش نے بھی غزل کے دامن کو وسیع کرنے کے لیے ہر موضوع پر اظہارِ خیال اپنی شاعری کے ذریعے کیا ہے۔ اس طرح ان کی غزلیہ شاعری کا دامن بھی وسیع ہے ہر بڑا شاعر حیات و کائنات، ذات کے مسائل کو اپنے کلام میں بڑی خوبی سے پیش کرنے میں کامیاب رہا ہے اور یہی صفت کلام عقیل دانش پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ اس شعر میں بھی محبوب کی یاد، غم روزگار، دل کا لہو پیش کرنے کا جو اہتمام ہوا ہے۔ وہ سید عقیل دانش کی ساری شاعری میں جابجا نظر آتا ہے اور محسوس بھی ہوتا ہے۔

عقیل دانش اپنی غزل میں زمانہ کی سختیوں اور غیر اخلاقی رویہ دورِ حاضر کی ناروابد سلوکیوں، تلخ کامیوں کا ذکر بڑے سلیقے سے کرتے ہیں۔ غم جاناں سے ہٹ کر غم دوراں کے نوحہ خواں نظر آتے ہیں۔ ان کی غزل میں تہ داری کے عناصر بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو جس میں ان کی نظر آنے والے دور کے حالات پر بھی گہری جمی ہوئی نظر آتی ہے۔

خیر ہے اس حور میں ہر گام پر پسپا مگر
ہار جائیں گے کسی دن شر کے لشکر دیکھنا
سر قلم جو راہِ حق میں ہو قلم ہو جائے گا
ہر در و دیوار پر اگ آئیں گے سر دیکھنا(۶)

یہاں "ہار جائیں گے کسی دن شر کا لشکر دیکھنا" یہاں ان کا رویہ رجائیت، اُمید، امنگ سے بھرپور ہے۔ وہ آنے والے دور اور وقت کو اپنے دوررس تجربات کی کھٹالی میں پرکھتے ہیں۔ وہ دورِ پریشان کو نئی نوید بھی سناتے ہیں۔ یہاں ان کے ہاں ایک انقلابی سوچ ابھرتی ہوئی محسوس کی جاسکتی ہے۔ موضوع کی بنت اور ندرتِ کلام عقیل دانش کو دیگر بڑے شعرا سے بالکل ممتاز کرتی ہے اور وہ شعری پیمانوں سے بھی خوب اچھی طرح واقف ہیں۔

حرف و صوت سے رشہ زور و زر نہیں دیتا

بات صرف یہ دانش روح کے سکون کی ہے(۷)

یہاں عقیل دانش صاحب نے حرف وصوت سے مراد جذبات اور کیفیات کی لی ہے یعنی جو کرب ذاتی ہیں وہ الفاظ کا اجسام اوڑھ کر روح کی تسکین کا سامان پیدا کرتے ہیں اور زور وزر سے مراد یہ ہے کہ جب کیفیات اور جذبات میں انسان کوئی سائبان ڈھونڈ تا ہے تو وہ انسان فتنوں سے کھیل کر ان جذبات کی آگ کو ٹھنڈا نہیں کرتا خاص وہ انسان جس کا رشتہ قلم سے ہے وہ ان لبریز کیفیات کو سپردِ قلم کر کے روح کو تسکین پہنچاتا ہے۔ روح کی تسکین اور اشعار و قلم کے حوالے سے مسعود حسین خان لکھتے ہیں:

"جب شعر دلی گرمی سے مالامال گہرائیوں سے نکلتا ہے تو خود شاعر کو مکمل اظہار کی تسکین کا سرمایہ فراہم کرتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جب شاعر کو اپنے شعروں پر پیار آنے لگتا ہے۔"(۸)

جب شاعر کے اندر عزم واستقلال کا جذبہ مضبوط اور ارادہ فولاد کی طرح ہو تو وہ ہر میدان میں اپنے نایاب جوہر کو باہر نکال کر اپنی حیثیت منوالیتا ہے اور لوگ ایسے اشخاص کے گرویدہ اور نام لیوا ہو جاتے ہیں۔ عقیل دانش نے اپنی غزل گوئی کے ذریعے ہمیشہ ظلم وجبر کے آگے ہتھیار نہیں بل کہ قلم اٹھانے کا درس دیا ہے۔ جذبات جب قلم اور الفاظ میں ڈھلتے ہیں تو شمشیر کی جگہ حقیقتوں اور سچے جذبوں کی برق اہل ظلم کے سر پر کوندتی ہے۔ مختلف تراکیب کو خوبصورت الفاظ سے جوڑ کر سید عقیل دانش کے اشعار کی قدر وقیمت میں دوگنا اضافہ کر دیا ہے۔

ان کی شاعری غزل گوئی کا طرۂ امتیاز صداقت وخلوص ہے۔ ان کی غزلوں کی زمینیں سنگلاخ نہیں بل کہ وہ سادگی وصفائی اور پُر لطف اندازِ گفتگو کو اپناتے ہیں۔ چھوٹی بحر کی غزلیں ان کی شاعری کا عظیم سرمایہ ہیں۔ ایک چھوٹی بحر میں وسیع موضوعات کو سمیٹنا مشکل ہی نہیں بل کہ ناممکن بھی نظر آتا ہے مگر عقیل دانش نے اپنے وسیع خیالات کو بڑے فنکارانہ طریقے سے غزل کے پیرائیہ میں ڈھالا ہے اور یہی ایک عظیم سچے شاعر کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

ان کے غزلیہ کلام میں غم جاناں اور غم جہاں کا حسین امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے۔ کلام عقیل دانش میں جابجا اصلاحی اور تعمیری جذبات ملتے ہیں۔ عقیل دانش نے اپنی غزلوں میں معاشرے کی ایک بڑی حقیقت کی جانب اشارہ کیا ہے اور یہ حقیقت زمانہ قدیم سے عہد حاضر کی خاص پہچان بن چکی ہے کہ ہمارے حکمران سیاسی و مذہبی رہنما، ریاکاری، اقربا پروری، جھوٹ، بددیانتی اور ریاست کو نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں لیکن ساتھ ہی ہمیں خود کو باعمل باکردار بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

سچ کہنے کو تیار سردار نہیں ہیں

ہم لوگ ابھی صاحب کردار نہیں ہیں

اوروں پر بھروسے کے گراں خواب سے ہم لوگ

چونکے تو ہیں لیکن ابھی بیدار نہیں ہیں

ناقدریٔ فنکار مقدر ہوتی دانش

اس دور میں پڑھنے کا یہ اشعار نہیں ہیں(۹)

اپنے عہد پر گہری نگاہ رکھنے والے عقیل دانش یہ محسوس کرتے ہیں کہ آج کا انسان ایک طرف گردشِ حالات اور فکر معاش کا شکار ہے تو دوسری جانب امراء حکام اور سرمایہ دار لوگ مزدور طبقہ پر غالب ہیں۔ ان کی غزلیہ شاعری بلندی فکر اور حقیقت نگاری کی عمدہ مثال ہے۔

اس کے علاوہ وہ وطن سے محبت کا اظہار بھی اپنی غزلوں میں بڑے مؤثر انداز سے کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہجرت کے مسائل کو بڑی باریک بینی سے سپردِ قلم کرتے ہیں۔ ان کے ہاں لفظیات اور حسیات کے پیمانے وطنیت کے حوالے سے رومانوی پہلو رکھتے ہیں۔ دیگر شعرا کی طرح عقیل دانش نے بھی ہجرت کے آلام اور وطن سے دوری کی صعوبتیں اٹھا کر ان کو اپنے اشعار میں نئے انداز سے پیش کیا ہے۔

وطن سے محبت کا اظہار بھی انوکھے انداز سے کرتے ہیں وطن سے دوری کے کرب کو وہ اشعار میں اتار کر وطن سے دور رہنے والوں کے لیے تسکین کا سامان پیدا کر دیتے ہیں۔ کلام عقیل دانش شعری جمالیات، تشبیہات، استعارات کا مرقع ہونے کے ساتھ ساتھ کروڑوں لاکھوں دلوں کی دھڑکن ہے۔ ان کی غزل کا ایک تابناک پہلو حب الوطنی ہے اور ہجرت کے مسائل ہیں۔

لکھ رہی ہے کیا کوئی تاریخ اس کا بھی حساب

رزق کی چاہت میں کتنے لوگ بے گھر ہو گے(۱۰)

وہ سرزمین جو ہمیں پہچانتی نہیں

لب پر اس زمین کا ترانہ ہے دوستو(۱۱)

نغمگی کی فراوانی کلام عقیل دانش کی خاص پہچان ہے۔ کلام عقیل دانش کو "جمال فورم یوکے" کے گلوکاروں نے اپنی خوبصورت آواز سے گا کر سامعین کو سامانِ مسرت باہم پہنچایا ہے۔

"پیرائیہ اظہار" اُردو ادب میں ایک گراں بہا اضافہ ہے۔ ان کا اسلوب شفاف اور حق گوئی کی غمازی کرتا ہے۔ مختلف النوع عنوانات کو بلند آہنگ سے موضوع سخن بنایا ہے۔ انسانی رویوں کے مختلف زاویے ان کے کلام میں جابجا نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے مضبوط اندازِ کلام اور گفتگو سے اہلِ دنیا کو پُرامن معاشرے کی نوید دیتے ہیں۔ عقیل دانش نے اُردو غزل میں اپنی ایک الگ شناخت پیدا کی ہے وہ خالص غزل کے شاعر ہیں۔ موضوع کی رنگینی، معنی آفرینی، مشاہدہ تخیل اور دوسرے لوازم اسلوب کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور اسلوب فنکار کے طبعی خمیر میں موجود ہوتا ہے۔ اس سے فنکار کا اپنا رنگ و آہنگ طے ہو جاتا ہے۔ ان کی شاعری کا اسلوب شفاف سادہ معنی انگیز ہے وہ ہر

بات صاف اور بہترین الفاظ میں ادا کرنے پر قادر شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کا اسلوب منفرد، تراکیب جدا اور نقطہ نگاہ واضح ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری فنِ غزل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "غزل کی ہیئت کا اس کے اسلوب پر بھی اثر پڑا ہے۔ غزل کا اسلوب ایجاز و اختصار، رمز و کنایہ، مجاز، تمثیل، استعارہ، تشبیہ سے مرکب ہے۔ اس لیے اس میں وہ تمام خوبیاں اور خامیاں ملتی ہیں جو سخن مختصر کی خصوصیات ہیں۔ شدت، تاثر، موسیقیت اور بلاغت کے اعلاترین مدارج تک زبان اسی پیرائیہ میں پہنچی ہے۔ بادہ و ساغر کا استعارہ ہو یا لالہ و گل کا پردہ لیلائے غزل کے لیے ضروری ہے۔"(۱۲)

کلام عقیل میں عشق حقیقی مجازی کی جھلکیاں بھی نمایاں نظر آتی ہیں۔ کلام عقیل دانش مختلف موضوعات پر مبنی ایک زندگی کی حقیقی تصویر کشی ہے۔ دورِ حاضر میں عقیل دانش نے جہاں اپنی ہمہ گیر طبیعت سے غزل میں ہ صرف شگفتگی، کیف، چاشنی، حق گوئی پیدا کی ہے۔ وہی منفرد لفظی تراکیب بھی برتی ہیں۔ فارسی تراکیب کا استعمال بھی بہ خوبی کیا ہے۔

غمِ روزگار، خیال فروزاں، گل دستہ، فکر بے کراں، ذکر گل رُخاں، قندِ مکرر، گل بہ کف، افلاک، کہکشاں خورشید، ظلمت، قفس، بوئے چمن، رنگین جلووں، گردشِ ایام، چاند، نظامِ کہکشاں، شام و سحر جیسی خوبصورت تراکیب پیش کی ہیں۔ اور یہ تراکیب ان کے اسلوب و ادا کا بہترین نمونہ ہیں۔

عقیل دانش اپنے کلام میں تنہائی کو بھی پُر اثر انداز سے پیش کرتے ہیں۔ درد و الم کا اثر میرؔ اور ناصر کاظمی سے ملتا جلتا نظر آتا ہے۔ تغزل رنگینی ورعنائی الفاظ کی تراش و خراش میں بھی پوری مہارت سے کام لیا گیا ہے۔ ان کے کلام میں دہلوی نظر نمایاں نظر آتا ہے اور وہ اپنی روایات کا پاس بھی رکھتے ہیں اور اس کی پیروی میں اپنا اندازِ بیاں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں جلوت اور خلوت دونوں نمایاں ہیں۔ کلام عقیل دانش میں ہمیں گریہ وزاری اور ماتم گساری نہیں ملتی بل کہ الفاظ کی چاشنی اور حلاوت ایک غم زدہ ماحول پر سرور کی کیفیت طاری کر دیتی ہے۔ جمالیاتی اقدار اور معیار پر ان کی شاعری پورا اترتی ہے۔ قافیہ ردیف پوری پوری مہارت سے برتا گیا ہے۔ مترنم بحور کا استعمال کر کے غزل کو ایک نئے ڈھنگ سے آشنا کر دیا گیا ہے۔ کلام عقیل دانش میں زمانہ کے نشیب و فراز، اشاریت رمزیت اختصار کی پابندی بھی نظر آتی ہے۔ ایک جگہ وہ فرماتے ہیں:

شب کا اندھیرا کان میں میرے مخبر بن کر کہتا ہے
کچھ ہی دیر کی بات ہے اب تو سورج نکلا چاہتا ہے(۱۳)

انسانی زندگی کی بنیاد آس اور امید سے مربوط ہے۔ قدرت نے انسان کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے وہ ہمیشہ ایک صبح نو کا متلاشی رہتا ہے اور یہی اصل مقصدِ حیات ہے۔

سید عقیل دانش اگرچہ رجائیت پسند شاعر ہیں مگر زمانہ کی شکستگی کا احساس ضرور ہے لیکن انھیں آنے والا زمانہ روشن

اور درخشاں نظر آرہا ہے۔ ان کی چشم دل نے جگر خوں ہو کر یہ منظر دیکھا ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کو رنگ و نسل اور حسب و نسب کے بتوں کو توڑ کر محض ملت اسلامیہ میں گم ہو جانے کی تلقین کی ہے۔ ان کی غزل کا لہجہ فکری اور فنی آہنگ کا حامل ہے۔ ان کی اُردو غزل میں حسن و جمال کے تصورات نے ان کی شاعری کے ہر گوشے پر تحقیق کی ضرورت کو جنم دیا ہے اس لیے نشاطیہ آہنگ بھی نمایاں ہے۔

اسی حوالے سے ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی لکھتے ہیں:

"شاعری کے مضامین محدود نہیں ہیں۔ اکثر اچھے شاعر وہ ہی ہیں جو گل و بلبل کے مضامین کے سوا اور بھی مضامین بھی نظم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شعر تہ دار ہونا چاہیے دردمندی اچھے شعر کا جوہر ہے۔ طرزِ خاص پیدا کرنا چاہیے توارد سے بچنا چاہیے۔"(۱۴)

مختصر کہا جا سکتا ہے کہ سید عقیل دانش دورِ حاضر کے منجھے ہوئے غزل گو شاعر زیہر اور دور اندیش انسان ہیں۔ آنے والے دور میں ان کا کلام معاشروں کی اصلاح کے لیے برتا جائے گا۔ ان کا کلام وقت کی اہم ترین آواز بن گیا ہے۔ تمام خصوصیات نے ان کی شاعری کو اُردو شاعری میں اعلا مقام عطا کر دیا ہے اور انھیں اُردو کے اہم شاعروں کی صف میں نمایاں مقام دلایا ہے۔ غزل کے علاوہ آپ ایک نظم گو شاعر، کالم نویس، مضمون نگار، خاکہ نگار، مقالہ نگار بھی ہیں۔ میں یہ کہوں گی کہ عقیل دانش کی ادبی خدمات کی جتنی پرتیں کھلیں گی۔ عقیل دانش ہر بار ایک الگ پہچان سے ہمارے سامنے آئیں گے۔ ایک عالمگیر فنکار ہمیشہ پر ذہن پر الگ رنگ جما دیتا ہے اور پھر اس کی ذات ایک الگ رنگ سے دیکھنے کو ملتی ہے۔ عقیل دانش ایک نہایت مخلص دوست، شفیق استاد اور اعلا ظرف رکھنے والے انسان کا نام ہے جن کی ذات سے اہلِ مشرق و مغرب یکساں سیر اب ہو رہے ہیں۔ وادی مغرب میں اُردو زبان و ادب کا یہ ستارہ اپنی ضیاپاشیوں سے ابھی بہت سے افق روشن کرے گا۔ راقم الحروف کو بھی پروفیسر عقیل دانش سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔

امروہہ کے اس مہکتے ہوئے پھول نے نہ صرف برصغیر پاک و ہند بل کہ مغرب کی فضاؤں کو بھی اپنی خوشبو سے مہکایا ہے۔ اہلِ مغرب کو بھی زبانِ اُردو اور اُردو شعر و ادب سے آشنا کروایا ہے۔ لندن اور دیگر یورپی ممالک میں اُردو سے محبت و شغف کا ثبوت انھوں نے اس کی ترویج و ترقی سے دیا اور اس کی ترقی کا منہ بولتا جیتا جاگتا ثبوت ان کی شاعری اور اُردو کے سو اسباق جو جنگ لندن کے صفحہ پر ہفتہ وار کالم کی صورت میں شائع ہوتے رہے اور نہ صرف مشرقی باشندے ان اسباق سے فیض یاب ہوئے بل کہ انگریز دان طبقہ بھی آپ کی اس محنت اور لگن سے بے حد متاثر ہوا۔ برطانیہ میں انگریزی زبان کے طوفان میں عقیل دانش کا جلایا ہوا یہ چراغ پوری آب و تاب سے روشن رہا جو انھیں کا کارنامہ ہے اور لائقِ تحسین کام ہے یہ لندن اور یورپ میں اُردو کے فروغ اور ترویج اُردو کی نشو و نما میں ایک تاریخی اور یادگار معتبر حوالہ ہے جو آج سے قبل اور اس کے بعد شاید کوئی نہ کر سکے۔

ہر اتوار کو جنگ لندن میں ان کا کالم شائع ہو رہا ہے جس کا عنوان "رسائل دل تک" ہے۔ یہ کالم جنگ "لندن اور کراچی" "اُردو ٹائمز نیویارک، نوائے پاکستان کینیڈا، اُردو لنک لاس اینجلس امریکہ میں کاپی ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ عقیل دانش صاحب کی یہ انتھک

محنت کا نتیجہ ہی ہے کہ یورپ و ایشیا کے ممالک اُردو زبان و ادب سے یکساں فیض یاب ہو رہے ہیں۔ پروفیسر عقیل دانش صاحب نے ۱۱ ستمبر ۱۹۶۸ء کو لندن ہجرت فرمائی۔ ۱۹۸۰ء سے جنگ لندن میں باقاعدہ ہفت روزہ کالم لکھنا شروع کیا۔ گویا لندن و دیگر یورپ کے ممالک میں اُردو کی ترویج کا بیڑا اُٹھانے والے پروفیسر عقیل دانش ایک ناقابلِ فراموش ہستی ہیں۔ دس سال بی بی سی لندن میں براڈ کاسٹر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں انجام دیے رہے اور ابھی بھی Casul Artist کی حیثیت سے مدعو کیے جاتے ہیں۔

یہ تو تھی عقیل دانش کی ایک ادبی جہت جس کو میں نے نہایت مختصراً اپنے پڑھانے والوں کی نظر کیا ہے ان کے کالم ان کے اپنے اسلوب کے آئینہ دار ہیں۔ چاہیے کوئی سیاسی بات ہو یا کہ معاشرتی مسائل دونوں پر ایسی مضبوط گرفت رکھتے ہیں کہ قاری بغیر کسی لغت کا سہارا لیے تحریر سے پورا پورا حظ اُٹھاتا ہے اور عبارت کی روانی اس قدر رواں دواں ہوتی ہے کہ کوئی بات ادھوری اور خشک نہیں ہوتی اور ایک بڑے قلمکار کی ایک بڑی خوبی یہی ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں سہل الفاظ کا استعمال کر کے قاری تک اپنی بات بہتر انداز سے پہنچا دے۔

سید عقیل دانش اپنے کالموں میں سیاست کے اتار چڑھاؤ پر بڑی خوبصورتی سے نظر ڈالتے ہیں۔ عقیل دانش بڑے واضح اور دو ٹوک انداز سے بات کرتے ہیں۔ عقیل دانش نے اپنے کالموں میں برطانیہ اسرائیل پاکستان بھارت فلسطین سعودیہ عرب کے درمیان پائی جانے والی کشیدگی کو بڑے سنجیدہ اور افسوس ناک طریقے کے ساتھ بیان کیا ہے کہ تمام ایٹمی ممالک ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش ہیں مگر عالمی سطح پر بے قصور عوام کا خون بہایا جارہا ہے۔ اس ظلم و بربریت کا حساب کون دے گا۔ عقیل دانش نے اپنے ایک سیاسی کالم میں امریکہ کی مفاد پرستی دوغلی پالیسی اور دوستی کا پردہ بڑے باکمال طریقے سے چاک کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

> "پاکستان کا دوست اتحادی مددگار خیر خواہ اور دہشت گردی کی جنگ میں اس کا شریک غالب امریکہ حسب معمول توقع اور حسب روایت اپنا رنگ بدل رہا ہے۔ اوباما صاحب مسلسل، مستقل، متواتر اور بار بار کہتے رہے ہیں کہ ہم دہشت گردی کی جنگ میں ہمہ وقت دامے دامے، قدمے، سخنے پاکستان کے ساتھ ہیں۔ لیکن امریکہ کے مؤقر جریدے "واشنگٹن پوسٹ" کے مطابق صدر اوباما کا کہنا ہے کہ اگر پاکستان اس دہشت گردی کا قلع قمع نہیں کر سکتا تو ہم خود کارروائی کریں گے اور افغانستان کے مسائل سے نپٹنے کی نئی حکمت عملی واضح کریں گے۔ امریکہ اس وقت سب سے اہم طاقت ور ذرائع ملک ہے۔ پوری دنیا کی حکومتوں پر نہ صرف اس کا اثر ت ہے بل کہ یہ پوری دنیا کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق تبدیل بھی کرنا چاہتا ہے۔"(۱۵)

لندن میں ان کے کالموں میں ملکی و بین الاقوامی معلومات بھی ملتی ہیں۔ انھوں نے اپنے کالموں میں امریکہ اور دیگر یورپین ممالک کی بے حسی کا تذکرہ میں انداز سے کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ انسانی حقوق کا پرچار کرنے والا ملک امریکہ خود ان حقوق کے پرخچے اُڑاتا ہے۔

مشرق و مغرب کی بوقلمونیوں پر ان کی گہری نظر رہتی ہے جس کا ثبوت اکثر و بیشتر وہ اپنے کالموں میں پیش کرتے رہے ہیں۔ عقیل دانش زندہ دل کالم نویس ہیں جو اپنے کالموں میں انتشار، بغاوت، یا خلاف اصول بات کو ہوا دینے والے ادیبوں میں سے نہیں ہیں۔

سنجیدہ روی، اعتدال شگفتگی ہی ان کے لب و لہجہ کی خاص پہچان ہے۔ عقیل دانش اپنے کالموں میں تازہ ترین ملکی صورتِ حال پر نہایت دردمندانہ ذاتی تبصرہ عوامی خیالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مسائل کے حل کے لیے تجاویز بھی پیش کرتے ہیں۔ تمام کالموں کے موضوعات فقط سیاسی حالات پر ہی نہیں ہوتے بل کہ ملکی مسائل معاشرتی زاویے بھی زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ کالم نویس پروفیسر عقیل دانش اپنے منفرد مزاج، شگفتہ تحریروں، بے تکلفی کی وجہ سے صحافتی دنیا میں اپنا ایک الگ نام رکھتے ہیں۔ اپنے خیالات کا اظہار یقین کامل کے ساتھ کرتے ہیں۔ کبھی وہ کنایتاً لکھتے ہیں اور کبھی اعلانیہ طور پر اپنے نقطہ نظر کی صراحت کرتے ہیں۔ ان کے جائزوں میں دور اندیشی کا عنصر ہوتا ہے جو کہ اپنے قارئین کو غوروخوض کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

غرض کہ پروفیسر عقیل دانش ایک فصیح البیان تبصرہ نگار کالم نویس ہیں۔ سیاسی و معاشرتی ادبی نشیب و فراز پر گہری نظر رکھنے والے ادیب، شاعر، براڈکاسٹر استاد ہیں۔ صحافتی میدان میں وسیع تعلقات بلند فکر و نظر کے مالک ہیں۔

یہ سب وہ پاکستان یا ہندوستان میں بیٹھ کر نہیں بل کہ دیارِ مغرب میں جہاں اُردو زبان و ادب کا چراغ روشن کرنے والے بہت کم قلم کار ہیں وہاں یہ عظیم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ بی بی سی لندن سے لے کر کیمبرج یونیورسٹی اور لندن کے بی سی ایس سی اور O Level اور A Level کے پرچے بھی بنائے۔ پروفیسر عقیل دانش تاحال ان دونوں اداروں سے بحیثیت ممتحن اور پیپر Vetter اور Paper Reviser اب بھی وابستہ ہیں۔ یہ تمام تفصیلات آپ ان کی کتاب سوانح حیات "حیاتِ دانش خود نوشت زندگی نامہ" میں پڑھ سکتے ہیں۔ ادبی کالموں کو موضوعات میں زیادہ تر وہ کسی شاعر، ادیب، نثر نگار کے خاکوں کو یوں پیش کرتے ہیں کہ قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

برطانیہ میں ان کا سب سے یادگار کارنامہ ان کے سوا سابق اُردو لکھیے، اُردو پڑھیے، اُردو بولیے ہے جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ کالم نویس کے علاوہ آپ ایک ذہین مگر زود گو ادیب بھی ہیں۔ شاعری کا مجموعہ جو ۲۰۱۰ء میں منظر عام پر آیا جس کا عنوان "پیرائیہ اظہار" ہے۔ دوسری کتاب جو کہ ان کی سوانح حیات ہے جس کا پورا نام "حیاتِ دانش خود نوشت زندگی نامہ" ہے جو ۲۰۲۲ء میں شائع ہوئی۔ تیسری تصنیف "اُردو زبان کی تدریس کے لیے اُردو لکھیے، اُردو پڑھیے، اُردو بولیے"۔ آپ کی تصنیف چہارم "اعتبار" ہے جو تبصرے، خاکے، مضامین و مقالات کا مجموعہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ نورالحسن نقوی، انتخابِ کلامِ مصحفیؔ، پٹنہ: خدا بخش لائبریری، ۲۰۰۰ء، ص ۵۸

۲۔ احمد دہلوی، سید، مولوی، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، لاہور: زین نعمان پرنٹرز، ۲۰۱۵ء، ص ۳۲۲

۳۔ عقیل احمد، دانش، سیّد، حیات دانش خودنوشت زندگی نامہ، کراچی: اشاعتِ حیات، ۲۰۲۲ء، ص ۱۷۱

۴۔ عقیل احمد، دانش، سیّد، پیرائیہ اظہار (شعری مجموعہ)، لاہور: اُردو پبلشرز، ۲۰۱۰ء، ص ۱۰

۵۔ ایضاً، ص ۱۶

۶۔ ایضاً، ص ۴۴

۷۔ ایضاً، ص ۹۴

۸۔ مسعود حسین خان، اقبال کی نظری و عملی شعریات، نئ دہلی: لبرٹی آرٹ پریس، ۱۹۸۳ء، ص ۲۲

۹۔ عقیل احمد، دانش، سیّد، پیرائیہ اظہار (شعری مجموعہ)، ص ۴۲

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۵

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۹

۱۲۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو شاعری کا فنی ارتقاء، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۴ء، ص ۸۵

۱۳۔ عقیل احمد، دانش، سیّد، پیرائیہ اظہار (شعری مجموعہ)، ص ۸۱

۱۴۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، غزل اور متغزلیں، دہلی: بھارتی پبلی کیشنز، ۱۹۶۸ء، ص ۱۶

۱۵۔ عقیل احمد، دانش، سیّد، امریکہ کا نیارنگ، مشمولہ: قرطاس ادب، کراچی، روزنامہ جنگ، ۹ دسمبر ۲۰۰۹ء